Freebooks.pk
Free Notes • Past Papers • Guides for Students

اردو لازمی جماعت گیارہویں — پنجاب بورڈ (PECTAA)

سبق 14

او دیس سے آنے والے بتا!

Urdu Class 11 Lesson 14: O Des Se Aane Wale Bata (Akhtar Sheerani)

اختر شیرانی • شاعرِ رومان • حب الوطنی • تلمیح • مرکبات

© freebooks.pk — Original educational content

Free notes: freebooks.pk

سبق 14: او دیس سے آنے والے بتا!

Urdu Class 11 Lesson 14: O Des Se Aane Wale Bata (Akhtar Sheerani)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ (PECTAA) کی جماعت گیارہویں کی کتاب اردو (لازمی) کے چودھویں سبق 'او دیس سے آنے والے بتا!' پر مبنی ہیں۔ یہ 'شاعرِ رومان' اختر شیرانی کی مشہور نظم ہے جو ان کے مجموعے 'اخترستان' سے لی گئی ہے۔ نظم کا ذیلی عنوان ہے: ایک نووارد ہم وطن سے کسی غریب الوطن کا خطاب۔

پردیس میں رہنے والا شاعر وطن سے آنے والے ایک شخص سے بے تابی کے ساتھ اپنے وطن، دوستوں، فطری مناظر اور بچپن کے کھیلوں کا حال پوچھتا ہے۔ نوٹس میں شاعر کا تعارف، بند وار تشریح، تلمیح 'کنعان' کی وضاحت، مرکبات (ناقص، اضافی، توصیفی، عطفی)، مترادفات، اور مختصر، تفصیلی اور معروضی سوالات شامل ہیں۔

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو اختر شیرانی کی شخصیت اور فن سے متعارف کرانا۔
- طلبہ کی تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو جلا بخشنا۔
- طلبہ میں جذبۂ حب الوطنی پیدا کرنا۔
- اردو ادب میں رومانوی تحریک کے آغاز اور ارتقا کے بارے میں بتانا۔
- مرکبِ ناقص، اضافی، توصیفی اور عطفی کی پہچان کرانا۔

شاعر کا تعارف

اختر شیرانی (1905ء–1948ء) کا اصل نام محمد داؤد خان اور تخلص اختر تھا۔ وہ نامور محقق حافظ محمود شیرانی کے بیٹے تھے اور ٹونک (راجپوتانہ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹونک میں پائی، پھر والد کے پاس لاہور آ گئے اور اورینٹل کالج سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ باقاعدہ تعلیم آگے جاری نہ رکھ سکے مگر انگریزی ادب کا ذاتی مطالعہ کرتے رہے۔

انھوں نے کئی ادبی رسائل کی ادارت کی اور 'خیالستان' اور 'رومان' جیسے رسالے بھی نکالے جو زیادہ عرصہ نہ چل سکے۔ کچھ عرصہ مولانا تاجور نجیب آبادی کے رسالے 'شاہکار' سے بھی وابستہ رہے۔ شعری مجموعے: نغمۂ حرم، شعرستان، لالۂ طور، صبحِ بہار، اخترستان اور طیورِ آوارہ۔ چند ڈرامے بھی لکھے۔

اختر شیرانی کو 'شاعرِ رومان' کہا جاتا ہے۔ ان کی نظموں میں حسن و شباب، مناظرِ فطرت، سرخوشی اور محبت کی ایک تخیلاتی دنیا ملتی ہے۔ ان کے کلام میں گیت جیسا ترنم اور نغمگی ہے، اور 'او دیس سے آنے والے بتا!' اسی نغماتی رنگ کی

Free notes: freebooks.pk

نمائندہ نظم ہے۔

فنی محاسن اور قواعد (مرکبات)

ٹیپ کا مصرع

ہر بند کے بعد 'او دیس سے آنے والے بتا !' کی تکرار، جو نظم کو گیت کا رنگ اور بے تابی کا تاثر دیتی ہے۔

تلمیح

کسی مشہور واقعے کی طرف اشارہ؛ 'کنعانِ وطن' میں حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی جدائی کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔

استفہامیہ انداز و تکرار

پوری نظم سوالات کی صورت میں ہے؛ 'کیا اب بھی' اور 'کنارِ دریا پر' کی تکرار بے قراری اور نغمگی بڑھاتی ہے۔

تجسیم

چاند کا 'پیار سے جھانکنا'؛ بے جان مظہر کو جان دار کی طرح پیش کرنا۔

مرکبِ ناقص

دو یا زیادہ الفاظ کا ایسا مجموعہ جو بامعنی ہو مگر پورا مطلب ادا نہ کرے، جیسے نیک آدمی، رات اور دن۔

مرکبِ اضافی

مضاف اور مضاف الیہ سے (اضافت یا کا، کے، کی سے) بنا مرکب؛ نظم سے: یارانِ وطن، کنعانِ وطن، باغِ وطن، کنارِ دریا۔

مرکبِ توصیفی

صفت اور موصوف سے بنا مرکب؛ نظم سے: مستانہ ہوائیں، مستانہ گھٹائیں، سہانی راتیں، سرمست نظارے۔

مرکبِ عطفی

حرفِ عطف (و، اور) سے بنا مرکب، جیسے صبح و شام، حق و باطل؛ نظم میں 'چاند ستارے' (چاند اور ستارے)۔

نظم کا تعارف

یہ نظم پردیس میں رہنے والے ایک شخص کے دل کی آواز ہے۔ جب اسے اپنے وطن سے آیا ہوا کوئی شخص ملتا ہے تو وہ سوالوں کی بوچھاڑ کر دیتا ہے: میرے دوست کس حال میں ہیں؟ کیا وطن کے باغوں میں اب بھی وہی مست ہوائیں چلتی ہیں؟ کیا اب بھی وہی سہانی راتیں، چاند ستارے اور بچپن کے کھیل ہیں؟

Free notes: freebooks.pk

آخری بند میں سوالوں کا رخ مناظر سے ہٹ کر انسانوں کی طرف ہو جاتا ہے: کیا کسی کے دل میں اب بھی ہماری محبت باقی ہے؟ کیا کوئی ہمیں یاد کر کے آہ بھرتا ہے؟ یوں یہ نظم وطن سے محبت، جدائی کے دکھ اور یادوں کی شدت کا خوب صورت بیان ہے۔

بند وار تشریح

پہلا بند: یارانِ وطن اور کنعانِ وطن

شاعر وطن سے آنے والے سے پوچھتا ہے کہ میرے وطن کے دوست کس حال میں ہیں، اور مجھ پردیسی کو بتاؤ کہ میرا 'کنعان' جیسا پیارا وطن کس رنگ میں ہے۔ وہ وطن کو جنت، باغ، سرو اور ریحان جیسی پیاری چیزوں سے یاد کرتا ہے۔ 'کنعان' کی تلمیح سے شاعر اپنی حالت حضرت یوسفؑ سے ملاتا ہے جو وطن اور اپنوں سے دور ہو گئے تھے، اور وطن کی تڑپ حضرت یعقوبؑ کے غم جیسی دکھائی دیتی ہے۔

دوسرا بند: ہوائیں، گھٹائیں اور برسات

شاعر پوچھتا ہے کہ کیا وطن کے باغوں میں اب بھی مستی بھری ہوائیں چلتی ہیں؟ کیا پہاڑوں پر اب بھی جھومتی گھٹائیں چھاتی ہیں؟ اور کیا وہاں کی برسات اب بھی دلوں کو اسی طرح بھاتی ہے؟ ان سوالوں میں وطن کی فطری خوب صورتی کی یاد اور اس سے دوری کا درد جھلکتا ہے۔

تیسرا بند: سہانی راتیں اور بچپن کے کھیل

شاعر جاننا چاہتا ہے کہ کیا وطن میں اب بھی ویسے ہی دل کش اور سرمست نظارے ہوتے ہیں، سہانی راتوں میں وہی چاند ستارے چمکتے ہیں، اور جو کھیل ہم مل کر کھیلا کرتے تھے کیا وہ اب بھی کھیلے جاتے ہیں۔ یہاں بچپن کی معصوم یادیں اور ماضی سے لگاؤ نمایاں ہے، جو رومانوی شاعری کی اہم خصوصیت ہے۔

چوتھا بند: کنارِ دریا کی شامیں

شاعر پوچھتا ہے کہ کیا شام کے وقت دوست اب بھی دریا کے کنارے جمع ہوتے ہیں؟ کیا وہاں کے گھنے درخت اب بھی ہرے بھرے ہیں؟ اور کیا چاند اب بھی پیار سے دریا کے پانی میں جھانکتا ہے؟ 'کنارِ دریا پر' کی تکرار ان شاموں کی دل کشی اور دوستوں کی محفل کی یاد کو گہرا کر دیتی ہے۔

پانچواں بند: کیا کوئی ہمیں یاد کرتا ہے؟

آخری بند میں شاعر کی خواہشوں کا رخ بدل جاتا ہے۔ اب وہ مناظر کا نہیں بلکہ دلوں کا حال پوچھتا ہے: کیا کسی کے سینے میں اب بھی ہماری چاہت باقی ہے؟ کیا دوستوں میں کوئی ہمیں یاد کر کے آہ بھرتا ہے؟ 'بتا، للہ بتا' کی بار بار التجا شاعر کی بے قراری کو انتہا تک پہنچا دیتی ہے۔ انسان کو سب سے زیادہ یہ فکر ہوتی ہے کہ اپنے اسے بھول تو نہیں گئے۔

Free notes: freebooks.pk

مرکزی خیال

نظم کا مرکزی خیال وطن سے محبت اور جدائی کا دکھ ہے۔ پردیس میں رہنے والا انسان اپنے وطن کے دوستوں، فطری مناظر، سہانی راتوں اور بچپن کے کھیلوں کو یاد کر کے تڑپتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ جاننا چاہتا ہے کہ کیا وطن والے اسے اب بھی یاد کرتے ہیں۔ شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ وطن کی یاد انسان کے دل سے کبھی نہیں نکلتی۔

اہم الفاظ کے معنی

دیس

وطن، ملک۔

یارانِ وطن

وطن کے دوست۔

آوارۂ غربت

پردیس میں بھٹکنے والا، وطن سے دور۔

کنعان

حضرت یعقوبؑ کا وطن، جہاں سے حضرت یوسفؑ جدا ہوئے۔

فردوس

جنت۔

سرو

ایک سیدھا اور خوب صورت درخت۔

ریحان

ایک خوشبودار پودا۔

مستانہ

مستی بھری، جھومتی ہوئی۔

پربت

پہاڑ۔

سرمست

مست، سرشار۔

احباب

دوست (حبیب کی جمع)۔

مہتاب

چاند۔

خاکہ

او دیس سے آنے والے بتا: بندوں کا خاکہ: یہ خاکہ نظم کے پانچوں بندوں میں پوچھے گئے سوالات کو ترتیب سے دکھاتا ہے۔

او دیس سے آنے والے بتا: بندوں کا خاکہ



freebooks.pk

مختصر سوالات و جوابات

شاعر اس نظم میں کس سے مخاطب ہے؟

وطن سے آنے والے ایک نووارد ہم وطن سے۔

شاعر کو کس کی یاد ستا رہی ہے؟

اپنے وطن، وہاں کے دوستوں، فطری مناظر اور بچپن کے دنوں کی۔

شاعر نے خود کو 'آوارۂ غربت' کیوں کہا؟

کیونکہ وہ وطن سے دور پردیس میں بھٹک رہا ہے اور اپنوں سے جدا ہے۔

وطن کی ہوائیں اور گھٹائیں کیسی ہیں؟

دونوں مستانہ ہیں: ہوائیں باغوں میں جھومتی ہیں اور گھٹائیں پہاڑوں پر چھاتی ہیں۔

سرمست نظاروں سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

وطن کے وہ دل کش اور مست کر دینے والے مناظر جو دل کو خوشی سے بھر دیتے تھے۔

'کنعانِ وطن' میں کون سی تلمیح ہے؟

حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی جدائی کے قصے کی؛ کنعان حضرت یعقوبؑ کا وطن تھا۔

شام کو احباب کہاں جمع ہوتے تھے؟

دریا کے کنارے پر۔

دریا میں پیار سے کون جھانکتا ہے؟

مہتاب (چاند)۔

آخری بند میں شاعر کیا جاننا چاہتا ہے؟

کہ کیا کسی کے دل میں اب بھی اس کی چاہت باقی ہے اور کیا کوئی اسے یاد کرتا ہے۔

اختر شیرانی کا اصل نام کیا تھا؟

محمد داؤد خان؛ تخلص اختر۔

اختر شیرانی کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟

شاعرِ رومان۔

درج ذیل کے مترادف لکھیں: وطن، غربت، فردوس، احباب، مہتاب۔

وطن: دیس؛ غربت: پردیس، مسافرت؛ فردوس: جنت؛ احباب: دوست؛ مہتاب: چاند۔

Free notes: freebooks.pk

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'او دیس سے آنے والے بتا!' کا خلاصہ تحریر کریں۔

پس منظر

پردیس میں رہنے والا شاعر وطن سے آئے ہوئے ایک شخص سے ملتا ہے اور بے تابی سے وطن کا حال پوچھنے لگتا ہے۔

فطرت کی یاد

وہ وطن کے باغوں کی مست ہواؤں، پہاڑوں کی گھٹاؤں، برسات، سہانی راتوں اور چاند ستاروں کے بارے میں سوال کرتا ہے۔

دوستوں اور بچپن کی یاد

وہ بچپن کے کھیلوں اور دریا کے کنارے دوستوں کی شام کی محفلوں کو یاد کرتا ہے۔

آخری التجا

آخر میں وہ پوچھتا ہے کہ کیا کوئی اسے اب بھی یاد کرتا ہے، اور 'للہ بتا' کہہ کر اپنی بے قراری ظاہر کرتا ہے۔

پہلے بند میں استعمال ہونے والی تلمیح کی روشنی میں بند کی تشریح کریں۔

تلمیح کا قصہ

کنعان حضرت یعقوبؑ کا وطن تھا۔ ان کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا اور وہ مصر پہنچ کر برسوں وطن اور باپ سے جدا رہے۔

شاعر کی نسبت

شاعر خود کو حضرت یوسفؑ کی طرح وطن سے دور سمجھتا ہے اور اپنے وطن کو 'کنعان' کہہ کر اس سے اپنی محبت اور جدائی کے دکھ کو ظاہر کرتا ہے۔

بند کا مفہوم

وہ پوچھتا ہے کہ وطن کے دوست کیسے ہیں اور جنت جیسا وطن، اپنے باغوں، سرو اور ریحان سمیت کس حال میں ہے۔

غالب و حالی کے اشعار سے ربط

غالب کے شعر میں یوسفؑ کے پیرہن کی خوشبو اور پیرِ کنعاں (حضرت یعقوبؑ) کی طرف اشارہ ہے، جب کہ حالی کے شعر میں چاہِ یوسف کے حوالے سے بھائیوں کی بے وفائی کا ذکر ہے؛ دونوں اسی تلمیح کو مختلف پہلوؤں سے برتتے ہیں۔

Free notes: freebooks.pk

ہم وطن کو دیکھ کر شاعر کے دل میں کیا جذبے بیدار ہوتے ہیں اور وہ کیا جاننا چاہتا ہے؟

اشتیاق

ہم وطن کو دیکھتے ہی شاعر کے دل میں وطن کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور وہ ایک ساتھ بہت سے سوال کر ڈالتا ہے۔

محبتِ وطن

وہ وطن کو جنت، باغ اور کنعان سے تعبیر کرتا ہے؛ یہ اس کی گہری حب الوطنی کا اظہار ہے۔

ماضی کی یادیں

وہ دوستوں، بچپن کے کھیلوں، دریا کنارے کی شاموں اور چاندنی راتوں کا حال جاننا چاہتا ہے۔

اپنائیت کی طلب

سب سے بڑھ کر وہ جاننا چاہتا ہے کہ کیا وطن والوں کے دلوں میں اس کی یاد اور محبت باقی ہے۔

کیا آخری بند میں شاعر کی خواہشوں کا رخ تبدیل ہوا ہے؟ وضاحت کریں۔

پہلے بندوں کا رخ

پہلے چار بندوں میں شاعر زیادہ تر وطن کے فطری مناظر، موسموں، راتوں اور جگہوں کا حال پوچھتا ہے۔

آخری بند کا رخ

آخری بند میں سوال مناظر سے ہٹ کر انسانوں کے دلوں کی طرف مڑ جاتا ہے: کیا کوئی اب بھی ہمیں چاہتا اور یاد کرتا ہے؟

اس تبدیلی کی وجہ

انسان کے لیے وطن کی اصل کشش وہاں کے اپنے لوگ ہیں؛ اسے سب سے زیادہ ڈر یہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ بھلا تو نہیں دیا گیا۔

اندازِ بیان

'بتا، للہ بتا' کی تکرار اس بند کو پوری نظم کا جذباتی عروج بنا دیتی ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

نظم 'او دیس سے آنے والے بتا!' کے شاعر ہیں: (الف) احمد ندیم قاسمی (ب) اختر شیرانی (ج) ابنِ انشا (د) جمیل الدین عالی

درست جواب: (ب) اختر شیرانی۔ اختر شیرانی۔

Free notes: freebooks.pk

شاعر کو کس کی یاد ستا رہی ہے؟ (الف) باغ کی (ب) دریا کی (ج) وطن کی (د) صحرا کی

درست جواب: (ج) وطن کی۔ وطن کی۔

‘کنعانِ وطن’ اردو قواعد کی رو سے ہے: (الف) تشبیہ (ب) استعارہ (ج) تلمیح (د) کنایہ

درست جواب: (ج) تلمیح۔ تلمیح؛ حضرت یوسفؑ کا قصہ۔

‘یارانِ وطن’ اردو قواعد کی رو سے ہے: (الف) مرکبِ عطفی (ب) مرکبِ اضافی (ج) مرکبِ توصیفی (د) مرکبِ عددی

درست جواب: (ب) مرکبِ اضافی۔ اضافت کے ذریعے بنا مرکب۔

وطن کے باغوں میں ہوائیں چلتی ہیں: (الف) خنک (ب) مستانہ (ج) مخمور (د) تیز

درست جواب: (ب) مستانہ۔ مستانہ ہوائیں۔

دریا میں پیار سے جھانکتا ہے: (الف) حباب (ب) شباب (ج) مہتاب (د) آفتاب

درست جواب: (ج) مہتاب۔ مہتاب۔

وطن کے پیڑ ہیں: (الف) گھنیرے (ب) پھل دار (ج) سرسبز (د) سایہ دار

درست جواب: (الف) گھنیرے۔ گھنیرے پیڑ۔

اختر شیرانی کا اصل نام تھا: (الف) محمد داؤد خان (ب) محمود خان (ج) محمد اختر (د) داؤد شیرانی

درست جواب: (الف) محمد داؤد خان۔ محمد داؤد خان۔

اختر شیرانی کے والد تھے: (الف) مولانا حالی (ب) حافظ محمود شیرانی (ج) تاجور نجیب آبادی (د) میر حسن

درست جواب: (ب) حافظ محمود شیرانی۔ نامور محقق۔

اختر شیرانی کو کہا جاتا ہے: (الف) شاعرِ مشرق (ب) شاعرِ رومان (ج) شاعرِ انقلاب (د) شاعرِ فطرت

درست جواب: (ب) شاعرِ رومان۔ شاعرِ رومان۔

یہ نظم کس مجموعے سے ماخوذ ہے؟ (الف) طیورِ آوارہ (ب) اخترستان (ج) شعرستان (د) لالۂ طور

درست جواب: (ب) اخترستان۔ اخترستان۔

‘صبح و شام’ کس مرکب کی مثال ہے؟ (الف) اضافی (ب) توصیفی (ج) عطفی (د) عددی

درست جواب: (ج) عطفی۔ حرفِ عطف ‘و’ سے بنا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شاعر: اختر شیرانی (1905ء–1948ء)، اصل نام محمد داؤد خان، شاعرِ رومان؛ والد حافظ محمود شیرانی۔

Free notes: freebooks.pk

- ماخذ: اخترستان؛ ذیلی عنوان: نووارد ہم وطن سے غریب الوطن کا خطاب۔
- بند: یارانِ وطن ← ہوائیں و گھٹائیں ← راتیں و کھیل ← کنارِ دریا ← کیا کوئی یاد کرتا ہے؟
- تلمیح: کنعان (حضرت یعقوبؑ و یوسفؑ)۔
- مرکبات: اضافی (یارانِ وطن، کنارِ دریا)، توصیفی (مستانہ ہوائیں، سہانی راتیں)، عطفی (صبح و شام، چاند اور سورج)۔
- مترادفات: دیس=وطن، غربت=پردیس، فردوس=جنت، احباب=دوست، مہتاب=چاند۔

امتحانی نکات

- تشریح میں ہر بند کے سوالات کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور آخر میں اس بند کا جذباتی تاثر بیان کریں۔
- پہلے بند کی تشریح میں کنعان کی تلمیح کا قصہ مختصر مگر واضح لکھیں۔
- آخری بند کے سوال میں مناظر سے انسانوں کی طرف رخ بدلنے کو مثالوں سے واضح کریں۔
- مرکبات کا سوال آئے تو ہر قسم کی تعریف کے ساتھ نظم سے دو دو مثالیں دیں۔
- حب الوطنی پر تقریر یا مضمون میں اس نظم کا ٹیپ کا مصرع بطور حوالہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

Free notes: freebooks.pk